امام یحییٰ بن آدم قرشیؒ اوران کی کتاب الخراج

قاضی اطہر مبارک پوری

اموی دورِ خلافت تک اسلامی اقتصادیات و مالیات پر کسی مستقل تصنیف کا پتہ نہیں چلتا، اس دور میں غنیمت، خراج، عُشر، جزیہ، وغیرہ کے بارے میں بوقت ضرورت زبانی اور تحریری استفتے اور فتادے سے کام لیا جاتا تھا، ہر خلیفہ اور امیر کے یہاں علماء و فقہا کی ایک جماعت رہا کرتی تھی جو ہر قسم کے حوادث و نوازل اور مسائل میں دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی تھی، اور عامۃ المسلمین دینی و علمی حلقوں اور مجلسوں کے ذریعہ اس قسم کی دینی ضرورت پوری کرتے تھے۔

یہاں تک کہ عباسی دورِ خلافت میں دوسری صدی کے نصف میں دینی علوم و فنون کی تدوین و تالیف کا سلسلہ فقہی ترتیب پر شروع ہوا، اور پورے عالم اسلام میں مختلف کتب و ابواب کے ذیل میں متعلقہ مسائل بیان ہونے لگے، چنانچہ سیر و مغازی اور احادیث کی کتابوں میں اسلامی محاصل و مصارف کے خاص موضوع سے متعلق احادیث و آثار اور اقوال و آراء جمع کیے گئے۔

ہمارے علم میں اسلامی جہاد کے مسائل اور اسلامی مالیات پر سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے تلامذہ اور تلامیذ التلامذہ نے کتاب السیر اور کتاب الخراج کے نام سے مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور اس موضوع سے متعلق امام صاحب نے جن احادیث و آثار کا اپنے حلقۂ درس میں املاء کرایا تھا شاگردوں نے ان کو کتابی شکل میں جمع کیا جو ان کی طرف منسوب ہوئیں، امام محمد بن حسنؒ نے کتاب السیر الصغیر اور کتاب السیر الکبیر لکھی، امام ابو یوسف نے کتاب الخراج تصنیف کی، نیز اسی حلقہ کے امام ابوبکر احمد بن عمرو الخصّاف نے کتاب الخراج لکھی، یہ کتابیں درحقیقت امام ابوحنیفہ

کی روسے ملک کے فیوض و برکات ہیں جن میں جہاد کے مسائل و معاملات کے ساتھ مالیات سے متعلق جملہ معلومات درج ہیں۔

پانچویں عباسی خلیفہ اور اپنے زمانہ میں دنیا کے سب سے بڑے حکمران ہارون رشید (۱۷۰ھ-۱۹۳ھ) نے اپنے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ سے خواہش و فرمائش کی کہ وہ اس موضوع پر مستقل کتاب لکھیں، چنانچہ قاضی صاحب نے کتاب الخراج لکھی، جس میں غنائم، فئے، صنایا، خراج، جزیہ، سبایا، زکوٰۃ، صدقات، قطائع، عطایا، وظائف، معادن، رکاز، اور ذمیوں، معاہدوں، اور حربیوں وغیرہ سے متعلق جملہ مسائل اور اسلامی محاصل و مخارج، اور ان کے مقادیر و مصارف نہایت تفصیل سے بیان ہے۔

اس نام میں اتنی جامعیت و جاذبیت تھی کہ اس کے بعد کئی علماء نے اسی نام سے مستقل کتابیں لکھیں، چنانچہ قاضی ابو یوسف کے بعد امام یحییٰ بن آدم قرشی متوفی ۲۰۳ھ نے کتاب الخراج تصنیف کی جو نسبتاً مختصر اور زیادہ تر فقہی آراء و اقوال پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ یہ دونوں کتابیں دست برد زمانہ سے محفوظ رہ کر ہمارے سامنے ہیں، اس کے بعد امام ابوبکر احمد بن عمرو الخصّاف متوفی ۲۶۱ھ نے خلیفہ مہتدی عباسی (۲۵۵ھ-۲۵۶ھ) کے لیے کتاب الخراج لکھی، خصّاف امام ابو حنیفہ کے تلمیذ التلامیذ اور خلیفہ مہتدی کے مقربین میں سے تھے۔ قتل مہتدی کے موقع پر ان کا گھر بھی لوٹا گیا جس میں ان کی کتابیں ضائع ہوگئیں اس دور کی تیسری کتاب الخراج امام ابو سلیمان داؤد بن علی ظاہری اصفہانی متوفی ۲۷۰ھ کی ہے، نیز قدامہ بن جعفر بغدادی نے کتاب الخراج وصنعۃ الکتابۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس کا جزا ثانی حصہ لائڈن میں چھپا ہے، یہ نصرانی مذہب کا تھا، خلیفہ مکتفی عباسی (۲۸۹ھ-۲۹۵ھ) کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر محکمۂ انشاء میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوا۔

اسی زمانہ میں امام ابوعبید قاسم بن سلام متوفی ۲۲۴ھ نے کتاب الاموال کے نام سے اسی موضوع پر نہایت اہم اور مفصل کتاب لکھی، جس کے بارے میں ذہبی اور ابن حجر نے لکھا ہے کتاب الاموال من احسن ما صنف فی الفقہ واجودہٗ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۱۶) اس وقت ہم امام یحییٰ بن آدم قرشی اور ان کی کتاب الخراج کے بارے میں معلومات پیش کر رہے ہیں۔

نام ونسب | ابوزکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان، الاحول قرشی، مخزومی، اموی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب عام طور سے ان کے دادا سلیمان تک ملتا ہے، ان کی کتاب الخراج میں جگہ جگہ قال یحییٰ بن آدم بن سلیمان ہی ہے، کتابوں میں بھی صرف دادا تک سلسلۂ نسب ملتا ہے، ان کے احول ہونے کی تصریح امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں، خزرجیؒ نے خلاصۃ تذہیب الکمال میں اور ابن عمادؒ نے شذرات الذہب میں کی ہے[1]

چونکہ ان کے خاندان کو آل ابی معیط اموی قرشی سے ولاء کی نسبت ہے، اس لیے ان کی نسبت قرشی، اموی اور مخزومی ہے مگر قرشی کی نسبت سے زیادہ مشہور ہیں، ابن سعد نے ان کو مولی خالد بن خالد بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، ابن قتیبہ نے مولی خالد بن عمارہ بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط، امام بخاری نے مولی خالد بن خالد، ابن ابی حاتم نے مولی خالد بن خالد بن عقبہ بن ابی معیط، ابن ندیم نے مولی عقبہ بن ابی معیط، خلیفہ بن خیاط اور ابن حجر نے مولی آل ابی معیط بتایا ہے[2]

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ بن آدم قرشی النسب نہیں ہیں بلکہ قرشی الولا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۳۲، خلاصۃ تذہیب الکمال ص ۳۶۱، شذرات الذہب ج

[2] طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۲۸۲، المعارف ص ۲۵۵، تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص [illegible]، الجرح والتعدیل ج ۴ قسم ۲ ص ۱۲۹، فہرست ابن ندیم ص ۳۱۷، تاریخ خلیفہ بن خیاط ج [illegible]، تہذیب التہذیب [illegible]

ہوتا ہے۔ ابھی یہ معلوم نہیں کہ ان دلاء کی کیا نوعیت تھی؟

عقبہ ابی معیط سرداران قریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا، غزوۂ بدر میں مارا گیا، اس کے بیٹے عقبہ بن ابی معیط فتح مکہ کے وقت اسلام لائے۔ عقبہ حضرت عثمان رض کے دورِ خلافت میں کوفہ کے امیر تھے، جہاں ان کا شاندار محل دار القصارین کے نام سے مشہور تھا، بلاذری نے عقبہ کے بجائے ان کے بیٹے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو امیر کوفہ لکھا ہے۔ یہاں آل ابی معیط کو بہت عروج ہوا۔ قصر دار القصارین کے علاوہ عمارہ بن عقبہ کی ایک حویلی تھی جو رحی عمارہ کی نسبت سے مشہور تھی۔[2] ان کی وفات مقام رقہ میں ہوئی۔ جہاں بعد میں ان کی اولاد پھلی پھولی۔ (الجرح والتعدیل، ج ۳۔ قسم ۲۔ ص ۱۲۹۔

والد آدم بن سلیمان قرشی رح یحییٰ بن آدم کے آباء و اجداد میں صرف ان کے والد آدم بن سلیمان قرشی مولیٰ خالد کا حال معلوم ہو سکا ہے، وہ اپنے وقت میں کوفہ کے مشاہیر علماء و محدثین میں سے تھے، اجلّہ تابعین سے صحبت و تلمذ کا شرف رکھتے تھے، حضرت نافع مولیٰ ابن عمر، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عطاء، ابن ابی رباح جیسے اساطین امت سے حدیث کی روایت کی تھی، ان کے شاگردوں میں سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، اسرائیل بن یونس اور یونس بن ابی اسحاق سبیعی جیسے ائمۂ حدیث ہیں، نہایت ثقہ و صالح محدث تھے۔ صحیح مسلم کتاب الایمان میں ان سے ایک حدیث مروی ہے۔[1]

یہ حدیث صحیح مسلم میں سفیان ثوری سے یوں مروی ہے، آدم بن سلیمان مولیٰ خالد نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ

[1] تاریخ کبیر ج ۱ قسم ۲ ص ۔۔۔، الجرح والتعدیل ج ۱ قسم ۱ ص ۲۶۶، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۶ [2] فتوح البلدان ص ۲۸۹۔ ص ۔۔۔

بِهِ اللّٰهُ تو اس سے صحابہ کے دل میں خلجان پیدا ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا کہو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان کا انقاء کیا اور یہ آیت نازل فرمائی لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ کر دیا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ کر دیا، وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کو کر دیا۔[۱]

اس حدیث کو امام احمد نے بھی مسند میں آدم بن سلیمان سے روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کو اسی سے نقل کیا ہے۔[۲]

آدم بن سلیمان کا انتقال یحییٰ بن آدم کے بچپن میں ہوگیا تھا اس لیے بیٹے نے باپ کا زمانہ پایا اور نہ ہی اُن سے روایت کی، اس وقت یحییٰ بن آدم کی عمر پندرہ سال سے کم رہی ہوگی کیونکہ اہل کوفہ پندرہ بیس کی عمر کے بعد ہی حدیث کی روایت کرتے کراتے تھے، یحییٰ بن آدم اپنے والد سے روایت نہ کر سکے کیونکہ اُن کے سن شعور سے پہلے ہی آدم بن سلیمان دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت | یحییٰ بن آدم کی ولادت کوفہ میں ۱۴۰ھ کے حدود میں ہوئی ان کے بچپن کے حالات پردۂ خفا میں ہیں، یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کی پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری کس نے سنبھالی، البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ گھر کا ماحول دینی اور علمی تھا، کوفہ ائمۂ دین اور اجلۂ تابعین و تبع تابعین کا مرکز تھا ہر طرف دینی اور علمی چرچا تھا، ان کے والد کے تلامذہ اپنے اپنے [illegible]

[۱] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قولہ تعالیٰ: وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ ج ۱ ص۸۱ طبع مصر۔　[۲] تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳۸

روایت میں سرگرم تھے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات نے اپنے شیخ زادے کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دلچسپی لی ہوگی۔ یحییٰ بن آدم کے اساتذہ میں سفیان ثوری، یونس بن ابو اسحاق سبیعی، اسرائیل بن یونس ان کے والد کے تلامذہ میں سے تھے، جن کا حلقۂ درس کوفہ میں قائم تھا۔ خاص طور سے سفیان ثوری کی شخصیت علم و عمل کے اعتبار سے یحییٰ بن آدم کے لیے بڑی پرکشش تھی، اسی لیے وہ اپنے زمانہ میں سفیان ثانی کہے جاتے تھے۔ وہ سفیان ثوری کے خاتمۃ الاصحاب تو نہیں ہیں مگر ان سے روایت کرنے والوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔

کسی روایت سے یحییٰ بن آدم کے طلب علم میں کوفہ سے باہر جانے کا ثبوت نہیں ملتا مگر اس زمانہ کے دینی اور علمی ماحول اور رواج و مزاج سے کچھ بعید نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ انھوں نے اپنے اقران و معاصرین کی طرح علمی و تعلیمی اسفار کیے ہوں، اس کا اندازہ ان کے مختلف بلاد و امصار کے اساتذہ و شیوخ سے بھی ہوتا ہے، جن کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے، انھوں نے پہلے محدثین کے طریقہ کے مطابق قرآن کریم کی تعلیم حفظ و قراءت کے ساتھ حاصل کی، اس وقت ان کی عمر پندرہ اور بیس سال کے درمیان تھی، اس کے بعد اپنے زمانہ کے مشہور ائمۂ فقہ و حدیث سے استفادہ کیا۔

ان کو اپنے چار شیوخ سے خصوصی تعلق تھا، امام سفیان ثوری کوفی متوفی ۱۶۱ھ امام ابوبکر بن عیاش کوفی متوفی ۱۹۴ھ امام حسن بن صالح بن حی کوفی متوفی ۱۶۹ھ امام شریک بن عبداللہ کوفی متوفی ۱۷۷ھ، موخر الذکر دونوں حضرات کی فقہی و اجتہادی بصیرت سے اس قدر فیضیاب ہوئے کہ ان کے خصوصی اصحاب و تلامیذ میں شمار کیے گئے۔

ابوبکر بن عیاش کوفی، ابوبکر بن عیاش یحییٰ بن آدم کے ابتدائی دور کے استاد ہیں

جن کی وفات یحییٰ بن آدم کی وفات سے نو دس سال پہلے ہوئی ان سے بھرپور استفادہ کا موقع ملا جس سے ان کے علم وعمل میں بڑی جلا پیدا ہوئی اور اپنے اساتذہ میں ان سے حدیث کی سب سے زیادہ روایت کی:

وکان اروی الناس عن ابی بکر بن عیاش لے	یحییٰ بن آدم سب سے زیادہ ابوبکر بن عیاش سے روایت کرنے والے ہیں۔

کتاب الخراج میں ان کی تقریباً چالیس مرویات ہیں۔ ابوبکر بن عیاش بھی اپنے اس تلمیذ عزیز کی دل داری ودل جوئی میں کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے اور اپنی درشت مزاجی کے باوجود ان کے ساتھ نہایت شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے۔

وقت ناوقت طلبہ کی بھیڑ بھاڑ اور درس حدیث کے حقوق وآداب میں بے اعتنائی کی وجہ سے ابوبکر بن عیاش کو غصہ آتا تھا اور طلبہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے تھے اس معاملہ میں وہ مشہور تھے اور جب ان کی یہ شدت محبت میں بدل جاتی تو یحییٰ بن آدم کی طرف متوجہ ہوکر طلبہ سے معذرت کرکے ان کی تعریف وتوصیف کیا کرتے تھے۔

خطیب بغدادی نے شرف اصحاب الحدیث میں حمزہ بن سعید مروزی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ابوبکر بن عیاش نے حلقہ درس میں یحییٰ بن آدم کے بازو پر ہاتھ مار کر ان کو متوجہ کیا اور کہا

ویلك یا یحیی ! فی الدنیا قوم افضل من اصحاب الحدیث ؟ کے	یحییٰ ! کیا دنیا میں کوئی گروہ اصحاب حدیث سے بھی افضل ہے ؟

لے شذرات الذہب ج ۲ ص۴
کے شرف اصحاب الحدیث ص۱۲۹ طبع ترکی

دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے ان کو مخاطب کر کے یوں کہا۔

ما قوم خیر من اصحاب الحدیث — اصحاب حدیث (یعنی طلبۂ حدیث) سے بہتر
ان احدهم لیسألنی عن الحدیث — کوئی جماعت نہیں ہے۔ ایک طالب علم حدیث
کذا وکذا مرة، ولو شاء لقال: — کے لیے مجھ سے متعدد بار سوال کرتا ہے حالانکہ
حدثنی ابوبکر بن عیاش۔ [1] — وہ چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے
مجھ سے حدیث بیان کی ہے۔

ابوعبداللہ حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں ابوبکر بن عیاش کا یہ قول علی بن خشرم سے
یوں نقل کیا ہے۔

انی لارجوا ان یکون اصحاب الحدیث — مجھے امید ہے کہ اصحاب حدیث بہترین لوگ
خیر الناس، یقیم احدهم ببابی و — ہیں ان میں سے کوئی شخص میرے دروازے
قد کتب عنی، فلو شاء ان یرجع و — پر قیام کر کے مجھ سے حدیث لکھتا ہے حالانکہ
یقول: حدثنی ابوبکر جمیع حدیثه، — وہ چاہے تو بغیر لکھے ہوئے واپس جاکر کہہ
فعل الا انهم لا یکذبون۔ [2] — سکتا ہے کہ ان تمام حدیثوں کو ابوبکر نے مجھ سے
بیان کیا ہے مگر بات یہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹ
نہیں بولتے۔

اس سلسلہ کا دوسرا واقعہ محمد بن عبدالغفار نے بیان کیا ہے کہ میں احمد بن بدیل
کوفی کے حلقۂ درس میں گیا، اس وقت طلبہ ان کو گھیرے ہوئے ان کی سخت مزاجی اور
بات سے عدم التفات کا شکوہ کر رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ احمد بن
بدیل کی سخت مزاجی کا شکوہ کر رہے ہیں، اگر ابوبکر بن عیاش کا رویہ دیکھتے تو کیا کہتے؟

[1] شرف اصحاب الحدیث، ص ۱۳۴ [2] معرفۃ علوم الحدیث ص ۳
[3] شرف اصحاب الحدیث ص ۱۳۵

انھوں نے ماجرا دریافت کیا، میں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں، ابوکریب، یحییٰ بن آدم اور دوسرے بہت سے طلبہ ابوبکر بن عیاش کی خدمت میں پہنچے۔ ہماری جماعت میں کئی اعیان و اشراف اور صاحب حیثیت لوگ بھی تھے سب نے ابوبکر بن عیاش سے گذارش کی کہ آپ ہم سے دس حدیث بیان کردیں۔ انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں دو حدیث بھی نہیں بیان کروں گا۔ طلبہ نے کہا اچھا دو ہی حدیث بیان کردیں۔ اس پر ابوبکر بن عیاش کا پارۂ غضب نقطۂ عروج پر پہنچ گیا اور کہنے لگے کہ آدھی حدیث بھی نہیں بیان کروں گا۔ طلبہ نے عرض کیا اچھا آدھی ہی حدیث بیان کردیں۔ اب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور کہا کہ تم لوگ سند اور متن حدیث میں سے ایک چیز پسند کرو۔ اس وقت تمام طلبہ کی طرف سے یحییٰ بن آدم نے عرض کیا کہ آپ حدیث بیان کردیں، آپ کی ذات ہمارے لیے سند ہے۔

فقال یحییٰ بن آدم - وکان شیخنا: یا ابا بکر! انت عندنا اسناد فهات۔	یحییٰ بن آدم نے جو ہم سب کے محترم تھے کہا ابوبکر! آپ ہمارے نزدیک سند کے لیے کافی ہیں حدیث ہی بیان کردیں۔

چنانچہ ابوبکر بن عیاش نے بغیر سند کے قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم کہہ کر ایک حدیث بیان کردی[1] محدثین کے نزدیک سند اور متن دونوں کے مجموعہ سے حدیث مکمل ہوتی ہے ورنہ ناقص ہوتی ہے۔

حسن بن صالح ہمدانی کوفیؒ | حسن بن صالح بن حیؒ ہمدانی کوفی متوفی ۱۶۹ھ یحییٰ بن آدم کے خصوصی شیوخ میں سے ہیں حتیٰ کہ علماء نے ان کو اصحاب الحسن کے زمرے میں شمار کیا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

---

[1] شرف اصحاب الحدیث ص ۱۳ طبع ترکی۔

حکایی کرام نے کتاب الخراج میں ساٹھ سے زیادہ مسائل میں حسن بن صالح کے اقوال وآراء اور مرویات درج کیے ہیں، جن میں سے اکثر سوال وجواب کی شکل میں ہیں، بلکہ کتاب کی ابتداء ہی ان کے قول سے یوں کی ہے۔

یحییٰ بن آدم بن سلیمان القرشی قال: حدثنا الحسن بن صالح، قال: سمعنا ان الغنیمة ما غلب علیه المسلمون بالقتال حتی یاخذوه عنوة، وان الفیٔ ما صولحوا علیه، یقول: من الجزیة والخراج. قال الحسن بن صالح: واما ما هرب اهله وترکوه من غیر قتال، فهذا کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم مالم یوجف علیه المسلمون بخیل ولا رکاب فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یضعه حیث یری، قال یحیی: قلت للحسن: فان قاتلوا علی ارجلهم حتی یظهروا؟ قال: فهی لهم الخ۔

حسن بن صالح نہایت ثقہ محدث وفقیہ اور متقشّف عابد وزاہد تھے، دینی معاملات میں ان کے اندر بڑی شدّت تھی۔ ظالم وجابر حکمرانوں کے خلاف خروج بالسیف کے قائل تھے اور ان کی امامت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی شدّت پسندی اور صلابت پر کئی معاصر ائمہ نے نکیر کی ہے خاص طور سے امام سفیان ثوری ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔

وہ اپنے تقشّف اور شدّت پسندی کی وجہ سے اپنے ہم وطن وہم عصر امام ابوحنیفہؒ کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ ان کی تعریف وتوصیف پر سخت ناگواری کا مظاہرہ کرتے تھے ان کے شاگرد عبداللہ بن داؤد خریبیؒ کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی ایک مسجد میں امام تھا ایک دن میں نے حسن بن صالح کی موجودگی میں ابوحنیفہؒ کے بارے میں توصیف وتحسین کے مبالغہ آمیز کلمات کہے اس پر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلّٰی سے ہٹا دیا۔[۵]

---

[۵] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۸۵۔

اس کے باوجود حسن بن صالح کے عزیز ترین شاگرد یحیٰی بن آدم نے کتاب الخراج میں متعدد مقامات پر امام ابو حنیفہؒ کی روایات اور اُن کے اقوال نقل کیے ہیں، مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔

حدثنا ابن مبارك عن ابی حنيفة فی معاهد اشتری ارضا من ارض العشر، قال: یوضع علیها الخراج فان باعها بعد من مسلم فعلیها الخراج علی حاله، لا یتحول عنها ابداً۔ [1]	کسی غیر مسلم معاہد نے عشری زمین کا کوئی حصہ خریدا تو اس کے بارے میں عبداللہ بن مبارک نے ہم سے ابو حنیفہؒ کا قول بیان کیا ہے کہ اس زمین پر خراج ہو گا اور اگر غیر مسلم معاہد نے بعد میں وہ زمین کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی تب بھی اس پر حسب سابق خراج ہی رہے گا اس میں تبدیلی ہرگز نہیں ہو گی۔

ایک اور جگہ امام ابو حنیفہ کا قول براہ راست یوں نقل کیا ہے:

وقال ابو حنيفة: اذا كان يبلغها ماء انهار الخراج فهی من ارض الخراج، وليست بارض عشر، قال یحیی: بلغنی ذلك عنه۔ [2]	ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر زمین میں خراج کی نہر دو کا پانی پہنچتا ہے تو وہ خراجی زمین ہے، عشری نہیں ہے۔ یحیٰی بن آدم نے کہا کہ یہ قول ابو حنیفہ سے مجھ تک پہونچا ہے۔

ایک مقام پر یحیٰی بن آدم نے اپنے شیخ سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے کہ اگر اسلامی لشکر دشمن پر غالب آجائے تو امام وقت کو اختیار ہے کہ اپنی صوابدید سے قیدیوں اور اموال کو خمس نکالنے کے بعد مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ یا احسان کر کے زمین اور اموال کو چھوڑ دے۔ ایسی صورت میں وہاں کے باشندے ذمّی قرار پائیں گے اپنی زمین کے دا

[1] کتاب الخراج ص۳۰۔ [2] کتاب الخراج ص۲۵

ہم کلاس کی کو کے جائز ہونگے۔ اس قول کی تائید میں امام ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے:

حدثنا ابن مبارک عن ابی حنیفۃ مثل معنی حدیث سفیان۔ لہ　　ابن مبارک نے ہم سے سفیان کے اسی قول کے مانند ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک قافلہ اعراب کی ایک جماعت کے یہاں اترا اور انھوں نے قافلہ والوں کو نہ ڈول رسّی دی اور نہ ہی چشمہ اور کنوئیں کا نشان بتایا، حضرت عمرؓ کو جب اس واقعہ کی خبر لگی تو فرمایا کہ تم لوگوں نے ان پر اسلحہ کیوں نہیں اٹھایا؟ اس کے بعد لکھتے ہیں:

وقال یحیٰی: حدثنیہ محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ، عن الہیثم۔ عمر مثلہ۔ ۲ے　　یحیٰی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن حسن نے ابو حنیفہ سے، انھوں نے ہیثم سے، انھوں نے حضرت عمر سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

عشر وغیرہ کے مباحث میں لکھتے ہیں:

حدثنا یونس، عن ابی حنیفۃ، عن ابراھیم، قال: کل شیئ اخرجت الارض۔ ولو کان دستجۃ بقل، فما فوقہا۔ العشر سے　　ہم سے یونس نے ابو حنیفہؒ سے، اور انھوں نے ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کی تمام پیداواریں چاہے وہ ایک گٹھا باقلہ یا اس سے کم ہو عشر ہے۔

اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کی عشری زمین کو دوسرے شخص نے اجرت پر لے کر اس میں کاشت کی تو مالک زمین پر عشر ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

وھذا القول یروونہ عن ابی حنیفۃ انہ کان یقولہ۔ ۴ے　　اہل علم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بھی یہی کہتے تھے۔

لہ کتاب الخراج ص۲۵　۲ے ایضاً ص۱۲　۳ے ایضاً ص۱۴۵
۴ے ایضاً ص۱۱

ایک جگہ قال بعضہم لکھ کر امام ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے۔ ان مثالوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یحییٰ بن آدم کی دینی و علمی حیثیت احوال و ظروف سے بہت بلند و بالا تھی۔ عزیز ترین شاگرد کا اپنے واجب التعظیم استاد سے دینی و علمی مباحث و مسائل میں اختلاف علمائے اسلام کے امتیازات و خصوصیات میں سے ہے۔

قاضی شریک بن عبداللہ نخعی کوفی رح | یحییٰ بن آدم کے شیوخ میں قاضی شریک بن عبداللہ کوفی رح متوفی ۱۷۷ھ علمی جلالتِ شان اور زہد و تقویٰ کے ساتھ نہایت ثقہ، صدوق، عاقل محدث تھے وہ مبتدعین و مشککین کے بارے میں نہایت سخت تھے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے ان کو مائل عن القصد اور غالی المذہب بتایا ہے۔ ان کے اقوال و آراء کتاب الخراج میں کم از کم چالیس، بیالیس مقامات پر درج ہیں۔ جن سے اکثر بالمشافہہ سوال و جواب کی شکل میں ہیں۔

انھوں نے اپنی بے اعتدالی اور غلو کی وجہ سے ایک مرتبہ اپنی عدالت میں امام محمد بن حسن شیبانی تلمیذ امام ابوحنیفہ رح کی شہادت رد کر دی اس واقعہ کے راوی خود یحییٰ بن آدم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قاضی شریک مرجیہ کی شہادت جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ محمد بن حسن نے ان کے سامنے گواہی دی جسے انھوں نے رد کر دیا اس پر لوگوں نے حیرت کے ساتھ ان سے پوچھا کہ آپ نے محمد بن حسن جیسے شخص کی گواہی کیوں رد کر دی؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسے شخص کی گواہی جائز اور معتبر نہیں سمجھتا جو نماز کے جزوِ ایمان ہونے کا قائل نہ ہو۔ [1]

قاضی شریک کی اس شدت پسندی کے علی الرغم شاگرد نے محمد بن حسن سے عدم روایت جائز نہیں سمجھی بلکہ اپنی کتاب میں اس کو بیان کیا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ حدثنیہ محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ عن الہیثم عن عمر بن ...

[1] لسان المیزان ج ۵ ص ۱۲۱۔

ابراہیم بن اسحاق حربی کا بیان ہے کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے قسم کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا امام صاحب نے پوچھا کہ تم نے کس طرح قسم کھائی ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں میں نے کس طرح کھائی ہے اس پر امام صاحب نے کہا یحیٰی بن آدم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قاضی شریک سے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ کیسے قسم کھائی ہے قاضی شریک نے اس سے کہا کہ اے کاش! تم جانتے کہ کیسے قسم کھائی ہے تو میں بھی جانتا کہ تم کو کیسے فتویٰ دوں[1]

عبداللہ بن ادریس اودی کوفیؒ یحیٰی بن آدم کے شیوخ میں عبداللہ بن ادریس اودی کوفی متوفی ۱۹۲ھ بڑے پایہ کے صاحب علم وفضل ہیں۔ امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام عبداللہ بن مبارک سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ بے نفسی اور علمی وقار کا یہ حال تھا کہ ہارون رشید نے عہدۂ قضاء پیش کیا تو ٹھکرا دیا۔ شہزادہ کی تعلیم کے لیے گذارش کی تو کہا کہ طلبۂ حدیث کے ساتھ حلقۂ درس میں وہ بھی بیٹھ سکتے ہیں۔ دینی وعلمی مسائل میں شیوخ سے تلامذہ کا اختلاف اور اکابر سے اصاغر کا مباحثہ علمائے اسلام کی قابل تقلید روایت ہے جیسا کہ معلوم ہوا یحیٰی بن آدم نے اپنے دو صد قابل احترام شیوخ سے اختلاف کرکے اس کی مثال قائم کی ہے۔ اس کی تیسری مثال عبداللہ بن ادریس اودی سے بحث ومباحثہ میں ملتی ہے۔

علمائے کوفہ میں ابن ادریس نبیذ کو حرام قرار دیتے تھے اور یحیٰی بن آدم اس کی حلت کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ استاد اور شاگرد میں اس موضوع پر مجلس مباحثہ منعقد ہوئی جس کی تفصیل مشہور نحوی عالم ابو القاسم عبدالرحمن بن اسحاق زجاجی متوفی ۳۴۰ھ نے مجالس العلماء میں بیان کی ہے۔ ابو سعید نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ادریس اودی

نبیذ کی حرمت کے قائل تھے۔ ایک دن انھوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ کوئی فقیہ اس مسئلہ میں مجھ سے مناظرہ کرے اور میں اس کو حرمت کا قائل کردوں۔ یحییٰ بن آدم کو جب اس کی خبر ہوئی تو ان کی خدمت میں پہنچے اور دونوں حضرات میں یوں گفتگو ہوئی۔

ابن ادریس : تم نبیذ کی حلت کی حدیث پیش کر کے اس کی حرمت کی حدیث کو چھوڑ رہے۔ ہو کیا تم اس بات کے قائل نہیں ہو کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے ؟

ابن آدم : ہاں میں اس کا قائل ہوں۔

ابن ادریس : تم ایسے شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جو نبیذ کے نو جام پینے پر بھی مدہوش نہ ہو ؟

ابن آدم : ایسی صورت میں نبیذ حلال ہے۔

ابن ادریس : اگر وہ شخص دسواں جام پینے کے بعد مدہوش ہو جائے ؟

ابن آدم : اس صورت میں نبیذ حرام ہے اگر پہلے کے نو جام نہ ہوتے تو دسویں جام سے نشہ نہ ہوتا۔

ابن ادریس : اچھا اب تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کے چار بیویاں ہوں کیا وہ پانچویں عورت سے نکاح کر سکتا ہے ؟

ابن آدم : نہیں

ابن ادریس : پہلے کی چار بیویاں اس کے لیے حلال ہیں ؟

ابن آدم : ہاں، اگر چار بیویاں نہ ہوتیں تو پانچویں بیوی حرام نہ ہوتی۔

ابن ادریس : تم نے مجھے دھوکہ دیا

ابن آدم : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحرب خدعۃ [1]

امام مالک اور محمد بن اسحاق میں معاصرت و منافرت تھی یحییٰ بن آدم نے اس سلسلہ

---

[1] مجالس العلماء، زجاجی ص۱۹ طبع کویت

سے استاد عبداللہ بن ادریس سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ ابن ادریس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص نے ان سے کہا کہ ابو عبداللہ! میں شہر رے میں ابو عبیداللہ کے پاس تھا وہیں محمد بن اسحاق بھی تھے باتوں باتوں میں ابن اسحاق نے کہا کہ میرے سامنے مالک کا علم لاؤ میں اس کا معالج ہوں یہ سُن کر امام مالک نے کہا کہ وہ دجّالوں میں سے ایک دجّال ہے جو میرے علم کے بارے میں کہتا ہے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرو۔

یہ باہمی منافرت کی بات ہے ورنہ محمد بن اسحاق نہایت ثقہ محدث بلکہ بقول بعض امیر المحدثین ہیں۔ چنانچہ یحییٰ بن آدم کے شیخ سفیان بن عیینہ سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ اہل مدینہ نے محمد بن اسحاق سے روایت نہیں کی اس کے جواب میں سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں ستّر سال سے زائد تک ابن اسحاق کے درس میں بیٹھا ہوں۔ اہل مدینہ میں سے کوئی ان کو متہم نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ان کے بارے میں کلام کرتا تھا۔[1]

روایۃ الاکابر عن الاصاغر پر عمل روایۃ الاکابر عن الاصاغر یعنی بڑوں کی اپنے چھوٹوں سے حدیث کی روایت محدثین عظام کا محبوب مشغلہ رہا ہے اور انھوں نے علم کی طلب میں اس میں ذرا سی کسر شان نہیں محسوس کی یحییٰ بن آدم نے بھی احداث واصاغر سے روایت کی ہے چنانچہ عبدالعزیز بن سیاہ اسدیؒ اور ان کے دو صاحبزادوں یزید بن عبدالعزیز اور قطبہ بن عبدالعزیز سے روایت کی اسی طرح عبدالرحمٰن ابن حمید رؤاسیؒ اور ان کے صاحبزادے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی حتیٰ کہ اپنے شاگرد اسحاق بن راہویہ سے حدیث کی روایت کر کے علماء کی اس سنت پر عمل کیا ہے سبکی نے تصریح کی ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل ج ۳ قسم ۲ ص۱۹۳ و ص۱۹۲

روی عنه یحیی بن آدم وھو من شیوخه [1] یحییٰ بن آدم نے اسحاق بن راہویہ سے روایت کی ہے حالانکہ یحیٰ ان کے شیوخ میں سے ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یحییٰ بن آدم اپنے زمانہ کے کئی ائمۂ فقہ و حدیث سے جو اپنے علم و فضل اور جلالتِ شان میں شہرت رکھتے تھے براہِ راست روایت نہ کرسکے تو ان کے شاگردوں سے روایت کی جیسے امام مالک، امام اوزاعی، امام ابن ابی ذئب، قاضی ابو یوسف، حیوہ بن شریح، حریز بن عثمان رحبی کے تلامذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

چند مشہور اساتذہ | یحییٰ بن آدم کے شیوخ و اساتذہ کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کتاب الخراج میں انھوں نے تہتر ائمۂ حدیث و فقہ سے روایت کی ہے بعض مراجع سے ان کی تعداد نوے سے زائد معلوم ہوتی ہے۔ چند مشاہیر کے نام یہ ہیں۔ ابوبکر بن عیاش اسدی، حسن بن عیاش اسدی، حسن بن صالح بن حیؒ، شریک بن عبداللہ نخعی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، یونس بن ابو اسحاق سبیعی، اسرائیل بن یونس، عیسیٰ بن طہمان، فطر بن خلیفہ حناط مخزومی، جریر بن حازم ازدی، زہیر بن معاویہ، ابوالاحوص، عمار بن اریق، فضیل بن مرزوق الاغر، مفضل بن مہلہل، ورقاء بن عمر یشکری، وہیب بن خالد باہلی، مسعر بن کدام عامری، مالک بن مغول بجلی، عبدالرحمٰن بن حمید رواسی، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم زہری، یزید بن عبدالعزیز بن سیاہ اسدی قطبہ بن عبدالعزیز اسدی، امام کسائی، حسین بن علی جعفی، بشر بن سری الافوہ، سعید بن سالم قداح، ابوعثمان مکیؒ، عبداللہ بن عثمان بصری، عبداللہ بن ادریس اودی، محمد بن اسمٰعیل بن رجاء، مالک زبیدی کوفی، یونس بن قیس، الفراء، حضرمی عصفور الجنۃ .... عبداللہ بن مبارک، محمد بن حسن شیبانی، فضیل بن عیاض، ابو سعد مسعود بن

---

[1] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴

ستعمل کرتی ہیں وہ صرف یحییٰ بن آدم کے کمالات علمی کی بناء پر ان کے بارے میں یحییٰ بن آدم کا قول ہے وکان مسعود من خیار عباد اللہ تعالیٰ بلہ

جامعیت و اعتراف : یحییٰ بن آدم کے حالات بہت کم مل سکے اور جو مل سکے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نوعمری میں جملہ مروّجہ علوم و فنون میں درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ اور حدیث، قراءت، تفسیر اور فقہ و فتویٰ میں اپنے وقت مشاہیر ائمۂ دین میں شمار ہونے لگے تھے۔ یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے:

ثقہ، کثیر الحدیث، ... فقیہ البدن، ولم یکن لہ سن متقدم	وہ ثقہ، کثیر الحدیث، فقیہ البدن عالم تھے حالانکہ ان کا سن کچھ زیادہ نہیں تھا۔

علی بن مدینی کا قول ہے:

یرحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ بن آدم، ای علم کان عندہ وجعل یطریہ	اللہ تعالیٰ یحییٰ بن آدم پر رحم کرے، ان کے پاس کیا ہی علم تھا، یہ کہہ کر علی بن مدینی ان کے بارے میں مبالغہ آمیز کلمات کہنے لگے۔

ابو اسامہ نے کہا ہے:

ما رأیت یحییٰ بن آدم الا ذکرت الشعبی کان بعد الثوری فی زمانہ یحییٰ بن آدم۔	جب کبھی میں نے یحییٰ بن آدم کو دیکھا مجھے امام شعبی یاد آئے۔ سفیان ثوری کے بعد اپنے زمانہ میں یحییٰ بن آدم تھے۔

امام احمد بن حنبل ان الفاظ میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

ما رأیت احداً اعلم، ولا اجمع للعلم منہ، وکان عاقلاً حلیماً۔	میں نے ان سے بڑا عالم اور علم کا جامع کسی دوسرے کو نہیں دیکھا وہ صاحب عقل و فہم اور بردبار بزرگ تھے۔

لہ تاریخ کبیر ج ۴ ص ۲۲۳، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۱۱

ابوداؤد نے یہاں تک کہہ دیا ہے:

یحییٰ بن آدم واحد الناس — یحییٰ بن آدم ایک ہی آدمی تھے۔

عجلی نے ان کی توصیف یوں کی ہے:

کان جامعاً للعلم، عاقلاً، مثبتاً فی الحدیث — وہ علم کے جامع، عاقل اور حدیث میں ثقہ و مثبت تھے۔

یحییٰ بن ابی شیبہ کا قول ہے:

ثقہ، صدوق، مثبت، حجۃ مالم یخالف من ھو فوقہ مثل وکیع — وہ ثقہ، صدوق، مثبت اور حجت ہیں جب تک ان سے اوپر کا کوئی عالم جیسے امام وکیع ان کے خلاف نہ کہیں۔

ابن سعد نے لکھا ہے:

وکان ثقہ — وہ ثقہ تھے۔

ابن حبان کا بیان ہے:

کان متقناً یتفقہ — وہ متقن فقیہ تھے۔

ابوحاتم نے بھی ان کے تفقہ اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔

کان یتفقہ، وھو ثقۃ — وہ ثقہ فقیہ تھے۔

ابن ناصر الدین نے ان کے حفظ و اتقان کا ذکر کر کے ان کو علمائے مصنفین میں بتایا ہے:

وکان اماماً، علامۃ، من المصنفین حافظاً من متقنین۔ — وہ امام، علامہ، حافظ، متقن اور مصنفین میں سے تھے۔

امام ذہبی نے العبر میں ان کو الامام، المقری، الحافظ، الفقیہ اور تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ، العلامۃ کے القاب سے یاد کیا ہے ابن ابی حاتم نے المقری، ابن عماد نے الامام

المقری، الحافظ، الفقیہ، اور شمس الدین داؤدی نے ثقہ حافظ لکھا ہے۔[1]

یحییٰ بن آدم مقری و مفسر: ابوبکر زہام صد سے بیس سال کی عمر کے بعد حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے اس سے پہلے قرآن اور عبادت میں لگے رہتے تھے یحییٰ بن آدم کے حالات زندگی [illegible] نے لکھا ہے[2] اسی کے مطابق یحییٰ بن آدم نے حفظ قرآن اور قراءت سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔

اس زمانہ میں قرآن کی تعلیم صرف حفظ و ناظرہ اور تجوید و قراءت تک نہیں ہوتی تھی بلکہ اس میں حلال و حرام اور تفسیر کی تعلیم بھی شامل تھی یحییٰ بن آدم نے تجوید و قراءت میں خصوصی کمال پیدا کیا اور اس فن کے مشہور ائمہ میں شمار ہوئے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے ان کو صرف المقری کے لقب سے یاد کیا ہے اور ذہبی نے العبر میں ان کو المقری لکھ کر تصریح کی ہے۔

اخذ القراءۃ عن ابی بکر بن عیاش[3]	انھوں نے ابوبکر بن عیاش سے قراءت حاصل کی۔

ابوبکر بن عیاش نے کوفہ کے شیخ القراء امام عاصم بن بہدلہ متوفی ۱۲۷ھ سے پڑھا اور ان سے یحییٰ بن آدم نے تعلیم پائی اور اپنے زمانہ میں امام عاصم کی قراءت کے شیخ القراء ہوئے ابومحمد قرطبی نے کتاب التبصرہ فی القراءات السبع میں لکھا ہے:

روی عنه ابوبکر شعبة بن عیاش	امام عاصم سے ابوبکر بن عیاش نے قراءت

---

[1] ان تمام اقوال کے لیے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۰۲۔ الجرح والتعدیل ج ۴ قسم ۲ ص ۱۲۸ العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۳۴۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۲۵، تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۷۵ شذرات الذہب ج ۲ ص ۵ طبقات المفسرین ج ۲ ص ۳۶۱۔

[2] الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۵۴

[3] العبر ج ۱ ص ۳۴۳

بن سالم الکوفی .... وھی روایۃ یحیی بن آدم عن ابی بکر عن عاصم
کی روایت کی جو یحیی بن آدم عن ابی بکر عن عاصم والی روایت ہے۔

* * *

عاصم[1]

عاصم کی قرات کو یحیی بن آدم سے مشہور ائمہ نے حاصل کیا جن میں امام احمد بن حنبل اور احمد بن عمر وکیعی بھی شامل ہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ عاصم بن بہدلہ نہایت صالح قاری تھے اہل کوفہ ان کی قرات کو پسند کرتے تھے میں بھی پسند کرتا ہوں[1] حمزہ زیات اور کسائی بھی اس فن میں یحیی ابن آدم کے استاد ہیں مگر عاصم کی قرات میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا اور اسی کی تعلیم دیتے تھے ابن جزری نے غایۃ النہایہ فی طبقات القراء اور النشر فی القراءت العشر میں مقری کی حیثیت سے ان کا مستقل تذکرہ لکھا ہے اس وقت یہ کتابیں میرے سامنے نہیں ہیں۔

ابوبکر بن عیاش تفسیر میں بھی اپنے زمانہ کے مستند و مشہور عالم تھے اور علماء ان سے تفسیر پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے عثمان بن زائدہ رازی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں کوفہ گیا وہاں سفیان ثوری سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک ایسے کون اہل علم ہیں کہ میں ان سے سماع کروں؟ انھوں نے زائدہ بن قدامہ اور سفیان بن عیینہ کا نام لیا۔ میں نے کہا اور ابوبکر بن عیاش؟ تو کہا کہ:

ان اردت التفسیر فعندہ۔ (الجرح والتعدیل ج ۴ قسم ۲ ص ۳۴۸)
اگر تم تفسیر پڑھنا چاہتے ہو تو ان کے پاس جاؤ۔

یحیی بن آدم نے قرأت وتجوید کے ساتھ تفسیر بھی ابوبکر بن عیاش سے پڑھی اس لیے تفسیر میں بھی ان کو شہرت حاصل تھی، شمس الدین محمد بن علی داؤدی نے طبقات المفسرین

---

[1] کتاب التبصرہ ص ۱۸۲۔

خصوصی طور پر ان کا مستقل تذکرہ لکھا ہے اور اس میں ان کی کتاب احکام القرآن کا حوالہ دیا ہے۔ ان کی ایک آیت کی تفسیر خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ میں بیان کی ہے۔ محمد بن فرخ نے لکھا ہے کہ:

سمعت یحیی بن آدم یقول: سمعت تفسیر هذه الآیة واما السائل فلا تنهر۔ قال: هو الرجل یسأل عن شیء ممن امر دینه فلا تنهره واجبه[1]	میں نے یحییٰ بن آدم سے سنا جو وہ اس آیت "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" کی تفسیر میں کہتے تھے کہ سائل وہ شخص ہے جو تم سے اپنے دین کے بارے میں سوال کرے تم اس کو نہ جھڑکو بلکہ جواب دو۔

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں پہلے یہی لکھا ہے:

فلا تنهر السائل فی العلم المسترشد[2]	دینی ہدایت چاہنے والے سائل کو تم نہ جھڑکو۔

اس کے بعد دوسرے اقوال بیان کیے ہیں:

ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں یحییٰ بن آدم کی روایت سے حضرت عطاء بن رباح سے ایک آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

... حدثنا یحیی بن آدم قال: حدثنا ابن المبارک عن عبد الملک بن ابی سلیمان عن عطاء بن ابی رباح فی قول الله عز وجل: فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله	..... اللہ تعالیٰ کے قول "فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ" کی تفسیر میں عطاء بن ابی رباح نے کہا ہے کہ اللہ اور رسول کے پاس تم اپنا معاملہ لے جاؤ جب تک کہ رسول زندہ ہیں اور ان کے بعد

---

[1] طبقات المفسرین ج ۲ ص ۳۶۱ - [2] الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۱۸۳۔

[3] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۳

والرسول — قال: الی کتاب اللہ ان کی سنت حکم اور فیصل ہے۔
والی الرسول' قال: ماداموحیاً
فاذا قبض' قال الی سنتہ۔ [۱]

یحییٰ بن آدم محدث | یحییٰ بن آدم کے قدرشناس علماء نے ان کو جامع العلم، اجمع للعلم اور اعلم بتایا ہے وہ ان چند ائمۂ دین میں سے ہیں جن پر حدیث وفقہ کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے اور چشمۂ نبوت کے تمام سوتے جن میں گرتے ہیں۔ ابن خلاد رامہرمزی نے المحدث الفاصل میں المصنفون من رواۃ الفقہ فی الامصار کے ذیل میں امام علی بن مدینی کا یہ مبصرانہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ احادیث کی سند چھ ائمہ میں دائر وسائر ہے

(۱) اہل مدینہ میں ابن شہاب، ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری متوفی ۱۲۴ھ (۲) اہل مکہ میں ابو محمد عمرو بن دینار مولی بنی جمح متوفی ۱۲۶ھ (۳) اہل بصرہ میں ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ سدوسی متوفی ۱۱۷ھ (۴) اور ابونصر یحییٰ بن ابی کثیر متوفی ۱۳۲ھ (۵) اہل کوفہ میں ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ بن محمد سبیعی متوفی ۱۲۷ھ (۶) اور ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمش مولی بنی کاہل متوفی ۱۴۸ھ

ان چھ حضرات کا علم بعد میں مختلف طبقوں میں پھیلا (۱) مدینہ میں مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ جنھوں نے ابن شہاب سے روایت کی۔ (۲) محمد بن اسحاق مولی بنی مخرمہ متوفی ۱۵۱ھ انھوں نے ابن شہاب اور اعمش سے روایت کی۔ (۳) مکہ میں ابوالولید عبد اللہ بن عبد العزیز بن جریج' مولی قریش متوفی ۱۵۰ھ (۴) ابو محمد سفیان بن عیینہ مولی محمد بن مزاحم ہلالی متوفی ۱۹۸ھ۔ انھوں نے ابن شہاب، عمرو بن دینار، ابواسحاق (محمد ابن اسحاق) اور اعمش سے لقاء روایت کی (۵) بصرہ میں سعید بن

[۱] جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۹۱

(۵) ابو النضر سعید بن ابی عروبہ مولیٰ بنی یشکر، متوفی ۱۵۶ھ (۶) ابو سلمہ حماد بن سلمہ، مولیٰ بنی تمیم متوفی ۱۶۷ھ (۷) ابو عوانہ وضاح، مولیٰ یزید بن عطار، متوفی ۱۷۶ھ (۸) ابو بسطام شعبہ بن حجاج، مولیٰ اشاقر، متوفی ۱۶۰ھ (۹) ابو عروہ معمر بن راشد، مولیٰ حدّان متوفی ۱۵۴ھ۔ جنھوں نے ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر اور ابو اسحاق (محمد بن اسحاق) سے سماع و روایت کی۔ (۱۰) کوفہ میں ابو عبداللہ سفیان بن سعید ثوری، متوفی ۱۶۱ھ (۱۱) شام میں ابو عمرو عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی، متوفی ۱۵۷ھ (۱۲) واسط میں ہشیم بن بشیر مولیٰ بنی سلیم متوفی ۱۸۳ھ۔

پھر آگے چل کر پہلے کے چھ اور بعد کے بارہ حضرات کا علم مندرجہ ذیل حضرات کی طرف منتقل ہوا۔ (۱) ابو سعید یحییٰ بن سعید قطان مولیٰ بنی تمیم متوفی ۱۹۸ھ (۲) ابو سعید یحییٰ بن ابی زائدہ مولیٰ ہمدان متوفی ۱۸۲ھ (۳) ابو سفیان وکیع بن جراح متوفی ۱۹۷ھ (۴) ابو عبدالرحمن عبداللہ بن مبارک حنظلی، مولیٰ بنی حنظلہ، متوفی ۱۸۱ھ (۵) ابو سعید عبدالرحمن بن مہدی اسدی متوفی ۱۹۸ھ (۶) ابو زکریا یحییٰ بن آدم مولیٰ خالد بن عبداللہ ابن اسید، متوفی ۲۰۳ھ [1]

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ابن مدینی کا یہ بیان تقریباً انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے تقدمۃ الجرح والتعدیل میں جابجا موقع کی مناسبت سے اس کے ٹکڑے درج کیے ہیں نیز خطیب نے تاریخ بغداد میں معمولی فرق کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے [2] اسی لیے علی بن مدینی یہ کہہ کر ان کی توصیف میں رطب اللسان ہو جاتے تھے۔

یرحم اللہ تعالیٰ یحییٰ بن آدم، ای علم کان عندہ — اللہ تعالیٰ یحییٰ بن آدم پر رحم فرمائے ان کے پاس کیا ہی علم تھا۔؟

---

[1] المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص۶۱ تا ص۶۲۔ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص۳۲۴۔ تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۲۳۴ وغیرہ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص۱۲۱۔

حدیث میں یحییٰ بن آدم کے پہلے استاد سفیان ثوری ہیں اور ابوبکر بن عیاش کی درسگاہ سے حفظ و قراءت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ سفیان ثوری کے حلقۂ درس میں بیٹھنے لگے اس وقت ان کی عمر اس درسگاہ کے طلبہ میں سب سے کم تھی۔ سفیان ثوری کا انتقال ۱۶۱ھ میں ہوا۔ یحییٰ بن آدم اس سے پہلے ان کے یہاں جانے لگے تھے ان ہی کی طرح ایک اور کمسن طالب علم ابو عامر قبیصہ ابن عقبہ سوائی کوفی اس درسگاہ میں تھے ان کے شاگرد حنبل بن اسحاق کا بیان ہے ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) نے بتایا ہے۔

کان یحییٰ بن آدم عندنا اصغر من سمع من سفیان۔ — سفیان ثوری سے جن طلبہ نے سماع کیا ان میں ہمارے حلقہ میں سب سے چھوٹے یحییٰ بن آدم تھے۔

اور یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ:

قبیصہ اصغر منی بسنتین۔ — قبیصہ مجھ سے دو سال چھوٹے تھے۔

اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ قبیصہ یحییٰ بن آدم سے دو ماہ بڑے تھے۔[۱]

بہرحال ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ بن آدم نے صغر سنی میں حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اُن کے پہلے استاد حدیث سفیان ثوری ہیں جن کے علم و فضل کے یوں وارث ہوئے کہ ابو اسامہ کو برملا اقرار کرنا پڑا:

کان بعد الثوری فی زمانہ یحییٰ بن آدم۔ — یعنی سفیان ثوری کے بعد اپنے زمانہ میں یحییٰ بن آدم تھے۔

یحییٰ بن آدم حدیث کو حجت اور کتاب اللہ کے لیے شارح اور مفسر مانتے تھے اس بارے میں سفیان ثوری کی سند سے فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ کی تفسیر میں حضرت عطاء بن ابی رباح کا قول نقل کرتے ہیں:

قال: الی اللہ الی کتاب اللہ والی — اللہ سے مراد کتاب اللہ ہے اور رسول جب تک

---

[۱] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۴۹۔

فارحل. قال: ما دام حیًا فاذا قبض
قال: فسنته[1]

ہیں ان کے پاس جاؤ ان کے بعد ان کی سنت ہے۔

ا عبداللہ بن مبارک کی سند سے بیان کیا ہے کہ عمران بن حصین نے ایک شخص کو جو بحث و مباحثہ کر رہا تھا احمق بتایا اور کہا:

أتجد في كتاب الله الظهر اربعًا لا تجهر فيها بالقراءة، ثم عدّد عليه الصلوٰة والزكوٰة ونحو هذا ثم قال: أتجد في كتاب الله مفسّرًا؟ ان كتاب الله ابهم هذا وان السنة تفسّر ذلك[2]

کیا تم قرآن میں دیکھتے ہو کہ ظہر چار رکعت ہے اور اس میں جہری قرأت نہ کرو پھر انھوں نے نماز، زکوٰۃ وغیرہ کو گنایا اور کہا کیا تم قرآن میں ان چیزوں کی تفصیل پاتے ہو؟ قرآن نے ان کو مبہم بیان کیا ہے اور حدیث نے ان کی تفسیر و تفصیل بیان کی ہے۔

یحییٰ بن آدم سند عالی کا بہت اہتمام کرتے تھے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ حسین بن عبدالاوّل کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ یحییٰ بن آدم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم کو یہ حدیث اس سند کے ساتھ یاد ہے؟ عن سفیان عن ابن جریج، عن ابی الزبیر عن جابر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصُّبرة من الطعام بالصبرة لا يُدرى ما كيلها؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو کہا، ويحك، قبيصة (یہ تمہارے لیے قابل افسوس ہے تم قبیصہ کے پاس جاؤ) چنانچہ میں نے قبیصہ کے یہاں جا کر ان سے اس حدیث کی روایت کی[3] یہ بزرگ ابوعامر قبیصہ بن عقبہ بن محمد بن سفیان سوائی کوفی متوفی ۲۱۳ھ ہیں جن کے بارے میں یحییٰ بن آدم نے کہا ہے کہ قبیصہ مجھ سے دو سال چھوٹے ہیں۔

---

1. جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۹۰ 2. ایضاً ص ۱۹۱
3. المحدث الفاصل ص ۲۱۳۔

ان کے شیخ سفیان ثوری روایت بالمعنی پر عمل کرتے تھے جیسا کہ خود انھوں نے بیان کیا ہے:

... یحییٰ بن آدم، قال: سمعت سفیان الثوری یقول: انما نحدثکم بالمعانی[1]
میں نے سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم تم سے حدیث کی روایت بالمعنی کرتے ہیں۔

یحییٰ بن آدم بھی اس کو جائز سمجھتے تھے البتہ احادیث کی روایت میں الفاظ اور معانی دونوں کا شدت سے اہتمام کرتے تھے، کتاب الخراج میں ایک مقام پر سفیان ثوری کا قول نقل کر کے لکھا ہے:

حدثنا ابن مبارک عن ابی حنیفۃ مثل معنی حدیث سفیان۔[2]
سفیان کے قول کے معنی کی طرح عبد اللہ بن مبارک نے ہم سے ابو حنیفہ کا قول بیان کیا ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وقد حدثنا اصحابنا عن الاجلح عن الشعبی، مثلہ، واختلفوا فی الکلام والمعنی واحد۔[3]
اسی کے مثل ہمارے شیوخ نے اجلح سے امام شعبی کا قول بیان کیا ہے۔ الفاظ میں اختلاف ہے مگر معنی ایک ہے۔

روایت بالمعنی کو جائز سمجھنے کے باوجود حتی الامکان روایت باللفظ کا اہتمام کرتے تھے اور الفاظ میں شک وشبہ ہوتا تو اس کو ظاہر کر دیا کرتے تھے، ایک جگہ سفیان بن عیینہ کی سند سے حضرت مجاہد کا یہ قول نقل کیا ایما مدینۃ اُخذت عنوۃ فاسلم اھلھا قبل ان یقتسموا فھم احرار، واموالھم للمسلمین، اس کے بعد مزید بیان کیا ہے۔

قال یحییٰ: وسمعت سفیان لیشک فی بعض ھذا الحدیث مرۃ[4]
میں نے اس قول کے بعض الفاظ میں ایک مرتبہ سفیان کو شک کرتے ہوئے سنا ہے۔

---

[1] المحدث الفاصل ص۴۳۵۔ [2] کتاب الخراج ص۴۔ [3] ایضاً ص۲۵۔
[4] ایضاً ص۴۳ و ص۴۴

بہت سے محدثین شدت احتیاط کی وجہ سے کتاب (صحیفہ) سے روایت کے مقابلہ میں زبانی روایت کو بہتر سمجھتے تھے۔ یحییٰ بن آدم کا بھی یہی مسلک تھا انھوں نے اپنے استاد حسن بن صالح سے حسن بن عبید اللہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابراہیم نخعی سے ایک حدیث کے بارے میں مذاکرہ کیا تو انھوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث اسی طرح ایک صحیفہ میں پائی ہے۔ اس واقعہ کو بیان کر کے یحییٰ بن آدم کہتے ہیں:

قال یحییٰ: کانوا یضعفون ما وجد فی الکتب[1] — محدثین ایسی حدیث کی تضعیف کرتے ہیں جو کتابوں میں پائی جائے۔

اس کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

اپنی سند سے حدیث کے مذاکرہ کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

تذاکروا الحدیث فان حیاته مذاکرته[2] — آپس میں حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ اسی میں اس کی بقاء ہے۔

یحییٰ بن آدم فقیہ | امام ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ امت میں حدیث وفقہ اور دینی علم ان چار سلسلوں سے پھیلا ہے، اصحاب عبد اللہ بن مسعود، اصحاب زید بن ثابت، اصحاب عبد اللہ بن عمر، اصحاب عبد اللہ بن عباس۔ عام طور سے لوگوں نے ان ہی چاروں صحابہ کے شاگردوں سے علم دین سیکھا ہے۔ اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر سے اہل مکہ کا علم اصحاب عبد اللہ بن عباس سے اور اہل عراق کا علم اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے ہے[3] اس کے بعد بڑے بڑے شہر ان کے ارباب فقہ وفتویٰ کا ذکر کیا ہے۔ جن میں تابعین تبع تابعین اور ان کے تلامذہ

---

[1] المحدث الفاصل ص۱۲۲ [2] المحدث الفاصل ص۵۴۶

[3] اعلام الموقعین ج ۱ ص۱۷

شامل ہیں۔ چنانچہ وکان من المفتین بالکوفۃ کے ذیل میں یہاں کے صاحب فتویٰ فقہاء کا نام درجہ بدرجہ لیا ہے اور آخر حسن بن صالح بن حی کے دو شاگردوں کے نام پر یہ فہرست ختم کر دی ہے۔ ایک حمید بن عبد الرحمٰن رؤاسی اور دوسرے یحییٰ بن آدم۔

واصحاب سفیان الثوری کالاشجعی	اس کے بعد سفیان ثوری کے تلامذہ جیسے اشجعی
والمعافی بن عمران وصاحبی الحسن	اور معافی بن عمران اور حسن بن صالح بن حی کے
بن حی الزولی (الرواسی) ویحییٰ بن	دونوں شاگرد رؤاسی اور یحییٰ بن آدم
آدم۔[1]	اہل فتویٰ تھے۔

ابن حزم نے الاحکام میں " فقہاء الکوفۃ بعد الصحابۃ رضی اللہ عنہم کے ذیل میں یہاں کے اہل فقہ و فتویٰ کے نام گناتے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:

وصاحبی الحسن بن حی حمید الرؤاسی	حسن بن صالح بن حی کے دونوں شاگرد
ویحییٰ بن آدم وقوم من اصحاب	حمید رؤاسی اور یحییٰ بن آدم اور محدثین کی
الحدیث لم یشتہروا بالفتیا[2]	ایک جماعت جو فتویٰ میں مشہور نہیں تھی۔

ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں اہل کوفہ کے فقہاء و مفتین کے ذکر کے آخر میں یحییٰ بن آدم کے دو استاذ حسن بن صالح اور عبد اللہ بن مبارک کا نام لکھ کر وسائر الفقہاء الکوفیین لکھا ہے[3] اس دور میں ہر شہر میں فقہاء و محدثین کتاب و سنت سے فتویٰ دیتے تھے اور جن مسائل میں کوئی صریح حکم نہیں ملتا تھا اپنے اپنے اصول کے مطابق اجتہاد و قیاس سے کام لیتے تھے اس طرح متعدد فقہی مکاتب جو صدیوں تک رائج رہے چنانچہ حسن بصری، سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، اوزاعی اور مکحول ائمۂ فقہ و حدیث کے فقہی آراء و اقوال ان کے تلامذہ کے ذریعہ عام ہوئے اور مدتوں

---

[1] اعلام الموقعین۔ ص۲۱ [2] الاحکام فی اصول الاحکام ج ۵ ص۱۳

[3] جامع بیان العلم۔ ج ۲ ص۶۲

الا یہ کہ ان کا بھی رجحان ہو ۔ گو ان اصحاب و تلامذہ میں جمود و خمود نہیں تھا بلکہ وہ اپنی فقیہانہ دیدہ وری اور مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے تھے حتیٰ کہ بہت سے مسائل میں اپنے شیوخ سے ان کے اصحاب اختلاف بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ امام محمد بن حسن اور امام ابو یوسف وغیرہ نے بہت سے مسائل میں اپنے شیخ سے اختلاف کیا ہے اس کے باوجود وہ حضرات فقہ حنفی کے ترجمان اور ناشر ہیں ۔ اسی طرح یحییٰ بن آدم اپنے شیخ حسن بن صالح بن حی اور دیگر شیوخ کے فقہی مسلک پر عمل کرنے کے باوجود ان سے اختلاف کرتے ہیں ۔

اس کی مثالیں کتاب الخراج میں موجود ہیں عام طور سے اپنے اصحاب و شیوخ کی رائے کو بیان کرتے ہیں اور بعض باتوں میں ان سے اختلاف کرتے ہیں ۔ چنانچہ حدثنا اصحابنا ، قال جماعۃ من اصحابنا ، قال بعض اصحابنا ، وما علمت احداً من اصحابنا یعرف ھذا من قول الشعبی ، کی تصریح کے ساتھ اپنے شیوخ کا مسلک بیان کرتے ہیں ۔ اور بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں اسی کے ساتھ مجتہدانہ انداز میں اپنا مسلک بھی بیان کرتے ہیں ۔ چنانچہ خراجی زمین کی پیداوار میں عشر کی بحث میں لکھتے ہیں :

ولیس فی شیئ من ھذہ الاحادیث الا خراج وحدہ قال یحیی : وذلک عندنا ۔[1]

ان تمام اقوال میں صرف خراج کا ذکر ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے ۔

⁂ ⁂ ⁂

حضرت عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر گیہوں اور جو ملا کر نصاب پورا ہو جائے تو دونوں کو یکجا کر کے زکوٰۃ نکالی جائے گی ۔ راوی معمر کہتے ہیں کہ میں نے ایوب سختیانی سے اس کو بیان کیا تو انھوں نے اس پر ناپسندیدگی ظاہر کی اس کے بعد کہتے ہیں :

---

[1] کتاب الخراج ص۱۶۵

قال یحییٰ: وقد قال بعضهم: ما کان یکال فهو بمنزلة الدنانیر والدراهم یجیء احدهما الی الآخر مثل قول عکرمة هذا قال یحییٰ: ولا یعجبنا هذا القول۔ ۱

بعض علماء نے کہا ہے کہ جو چیز ناپ تول کر بکنے والی ہو وہ بمنزلہ دینار و درہم کے ہے، عکرمہ کے قول کی طرح ان دونوں کو بھی ملا دیا جائے گا۔ یہ قول ہم کو پسند نہیں ہے۔

⁂

عطار خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ سبزی ترکاری اور ہر قسم کے میوے میں عشر نہیں ہے اور اس کے بعد ایک روایت نقل کی ہے کہ امام شعبی کا بھی یہی قول ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

قال یحییٰ: وما علمت احداً من اصحابنا یعرف هذا من قول الشعبی و قد سمعنا عنه خلافه وهو فی هذا الکتاب ۲

میں اپنے شیوخ میں کسی کو نہیں جانتا جو شعبی کے اس قول سے واقف ہو بلکہ ہم نے شعبی کے بارے میں اس کے برعکس سنا ہے جو اس کتاب میں موجود ہے۔

اور آگے چل کر اپنی سند سے امام شعبی کے چار اقوال نقل کیے ہیں جو اس قول کے خلاف ہیں۔ غیر مسلم حربی تاجر سے دار الاسلام میں عشر وصول کرنے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

قال یحییٰ: وهو عندی ما اقام یتردد فی دار الاسلام ۳

ایک سال کے اندر وہ دار الاسلام میں گھومتا پھرتا رہا تو اس سے ایک مرتبہ عشر لیا جائے گا

واقعہ یہ ہے کہ یحییٰ بن آدم فقہائے [illegible]

متقنا متقنا۔ ذہبی اور ابن عماد نے الفقیہ لکھا ہے۔

یحییٰ بن آدم مصنف دوسری صدی کے وسط میں ۱۵۰ھ اور ۲۰۰ھ کے درمیان پہلے عالم اسلام میں فقہی ترتیب و تبویب پر احادیث و آثار کی تدوین و تصنیف کا سلسلہ شروع ہوا اور علمائے اسلام نے اپنی اپنی مرویات کو کتابی شکل میں مدوّن و مرتب کیا، ان حضرات میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح ہشیم بن بشیر یحییٰ بن آدم کے شیوخ میں سے ہیں۔ آگے چل کر شاگردوں نے بھی اپنے اساتذہ کے انداز پر کتابیں لکھیں چنانچہ ابن خلاد رامہرمزی نے المحدث الفاصل میں المصنفون من رواۃ الفقہ فی الامصار کے ذیل میں تصنیف و تالیف کے طبقات کو تدریجی طور سے بیان کر کے آخر میں یحییٰ بن آدم کا نام لیا ہے، جیسا کہ علی بن مدینی کے مبصرانہ بیان میں اس کی تفصیل معلوم ہو چکی ہے۔ ان کے سوانح نگاروں نے ان کی تصنیفی خدمات کا خاص طور سے ذکر کیا ہے۔ ذہبی نے العبر میں وصنف التصانیف اور تذکرۃ الحفاظ میں صاحب التصانیف، نووی نے وھومن العلماء المصنفین، ابن عماد نے وصنف التصانیف وکان اماماً علامۃ من المصنفین لکھا ہے۔

ابن ندیم نے ان کی تین کتابوں کے نام دیے ہیں (۱) کتاب الفرائض الکبیر، (۲) کتاب الخراج، (۳) کتاب الزوال اور داؤدی نے طبقات المفسرین میں (۴) احکام [illegible] کے نام سے ان کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے[۱]۔ ابن ندیم نے "الکتب المؤلفۃ فی احکام القرآن" [illegible] کے باب میں غالباً اس کتاب کو بحوالہ احکام القرآن لیحییٰ بن آدم [illegible] ایک کے علاوہ ان کی ان چار کتابوں کا پتہ چل سکا ہے [illegible]

[illegible] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۴۹، شذرات الذہب ج ۲ ص [illegible] الفہرست [illegible]، طبقات المفسرین ج ۲ ص ۳۶۱